

نِعْمَ الرَّاوِلُومُ الصَّادُ

مَجْلَدُ الْفَتْوَى

مَجْلَدُ الْفَتْوَى
الْمَجْلَدُ الْفَتْوَى
الْمَجْلَدُ الْفَتْوَى



نِعْمَ الرَّاوِلُومُ الصَّادُ



اتصلوا بنا على
Alabazas Network



مرسالہ نعم الزاد لروم الضاد (ضاد کے پڑھنے کا بہترین طریقہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
۴۴۲ھ از ریاست رام پور محلہ کٹہ متصل مسجد میاں گاماں مسئلہ مولوی محمد رحیمی صاحب
۲۳ شوال الحکم ۱۳۱۵ھ

چرے فرابند علمائے دین و مفتیای شرع میں دیں
باب کہ در قرأت بغیر المغضوب علیہم ولا الفضائلین
و چند اشخاص زات سے مانند اکثر رسائل و فتاویٰ دیں
باب مختلف ہستند بعضے خواندن ضاد را بدال قرأت
بین ان اس دلیل سے آندہ بعضے برائے تبدیل ظاد
ز انشا بر صورت دلیل سے گردانند و قاری عبد الرحمان مرحوم
پانی پتی در رسائل و فتاویٰ خلاصہ تحقیق میں بھی رقم کرہ
اندک کہ بجائے ضاد وال یا حرفے خواندن بعض غلط است
ہر حرفت خصوصاً ضاد را از خروج خود مع صفاتش ادا کرنی
بر ہمہ شخص واجب است و دریں ہیج کام شور و شغب

علمائے شرع متین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ
غیر المغضوب علیہم ولا الفضائلین کے پڑھنے
میں کچھ لوگوں کا اختلاف ہے اکثر رسائل اور فتاویٰ سے
اس بارے میں مختلف ہیں بعض لوگ قوارض میں اناس
معمول کو دلیل بناتے پڑھتے ضاد کو وال کے ساتھ
پڑھنے کا کہتے ہیں اور بعض اسے ظاد اور ز کے ساتھ
تبدیل کے قائل ہیں اور آوازیں مشابہہ ہونے کی
دلیل پیش کرتے ہیں قاری عبد الرحمان مرحوم پانی پتی نے
کہا کہ رسائل اور فتاویٰ میں اس بارے میں غلامہ
تحقیق یوں بیان کیا گیا ہے کہ ضاد کی جگہ وال یا کوئی

بعض خواص و عوام سند خواندنی حال از شرح کبیر بیان
کرده اند از استائش در چند امور خطیان واقع گردید بر محمد
از علمائے ماہرین و مقبرین کہ از جواب رافع خطیان استحقاق
حق و ابطال باطل فرمایند ابوجعفر اللہ تعالیٰ فی
الہدایہ اس میں امر سے چند موجب اشتباہ و غلبان مخصوص
ادائے ضاد شبیر بدال مطری یا غلام محمد دریافت طلب
از علمائے دین۔

اور حرف پٹھان بعض غلط ہے، ہر حرف خصوصاً ضاد کو
ایسے مخرج سے اس کی صفات کے ساتھ ادا کرنا
ہر شخص پر لازم ہے، اس معاملہ میں بڑا اختلاف اور
شور ہے بعض خواص و عوام اسے والی پڑھنے پر
شرح کبیر سے سند ذکر کرتے ہیں، اس معاملہ میں چند
امور سے خطیان واقع ہو رہا ہے ماہرین بشریت اپنے
جواب سے انیس دفعہ کریں تاکہ حق ثابت اور باطل کا
بطان ہو جائے، اللہ تعالیٰ دایرین میں تجھے اجر سے نوازے، ضاد کو والی یاٹا پڑھنے کی صورت میں بن امور
میں اشتباہ و غلبان واقع ہو رہا ہے وہ علماء سے دریافت طلب ہیں (وہ یہ ہیں)۔

اول فصل زلۃ قاری کہ در کتب فقہ طبرہ
ذیل حکم قرأت فی الصلوۃ مرفوع شدہ آیا حکم مسائل
آں مخصوص بدان صورت است کہ از قاری بلا قصد و
ارادہ حرفے بجائے حرفے فجاءت بر زبان جاری شدہ
باشد یا علی الغم است قاری و تالی یا قصید و
ارادہ حرفے بجائے حرفے خواندہ باشد بر تقدیر تسلیم
ثبوت عموم ہر گاہ حکم قرأت بالا راہ نوشتہ شدہ ثابت
معنوی کردنی فصل بزلة القاری چہیت حالانکہ
در زلۃ کہ معرب لغزش است ارادہ مفقود است۔

اول کتب فقہ میں نماز کی قرأت کے ضمن میں
زلۃ القاری (قاری کا پسند) کی جو فصل قائم کی گئی ہے
اس کے مسائل کا حکم صرف اسی صورت کے ساتھ
مخصوص ہے جب قاری سے بلا قصد و ارادہ ایک حرف
کی جگہ دوسرا حرف اچانک زبان پر جاری ہو جائے
یا حکم عام ہے خواہ قاری اور تلاوت کرنے والا عمدتاً
اور قصد کسی حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دے اگر
عموم حکم والی (ثبوت) تسلیم کر لی جائے تو جب اس میں قصداً
قرأت کا حکم بھی تحریر ہوا ہے تو پھر اس فصل کا عنوان
زلۃ القاری کیوں رکھا گیا، حالانکہ لغزش سے مراد
ہے جس میں قصداً و ارادہ مفقود ہوتا ہے۔

دوم و صورت عدم صرف بر اتحاد
مخرج و تشابہ صورت عدم و سهولت ادا اکتفا کردہ
خواہ شدہ یا ناخامعنی ہم داشتہ خواہ شدہ و
بصورت تبدیل معنی و ضاد آں حکم ضاد نماز دادہ
خواہ شدہ و دینی صورت کسی کہ در ابدال ضاد

دوم عدم کی صورت میں صرف اتحاد و مخرج یا
قرب مخرج اور تشابہ کی صورت میں عام و آسان
ادائیگی پر اکتفا کر لیا جائے گا یا معنی کا بھی خیال رکھنا
ضروری ہے اور بصورت تبدیل معنی و ضاد حکم ضاد
نماز کا ہوگا اس صورت میں جو شخص ضاد کو ذال سے

بذال تواریث میں اس سے مطلقاً دلیل گردانید تو یہ صحت
قولش پر خواہ شد۔

سوم چنانکہ صاحب غنیۃ المستملی شرح غنیۃ
در فصل زلت قاری بمقام حکم ابدال حرفے بھرنے دار
بر صحت و فساد معنی داشتہ بصورتیکہ معنی صحیح ابدال معنی
حکم صحت نماز نکاشته و چنانکہ از بدل فساد معنی شد
حکم فساد نماز و ادہ پس حکم در ابدال فساد ابدال مطلق ہم
جاری خواہ ماند و ہر جا کہ فساد ابدال مطلق فساد معنی لازم
است حکم فساد نماز و ادہ خواہ شد یا نہ اگر شتی اول
مسلم است پس ابدال فساد ابدال مطلق و بصورت دال
خوانند عرباً و مطلقاً چگونہ صحیح خواہ شد و اگر شتی ثانی
است تخصیص آن و موجب تخصیص کلام دلیل است۔
کو دال سے بدل کردہ دال کی آواز میں پڑھنا عرباً و مطلقاً کہنے صحیح ہوگا اور اگر دوسری شتی ہے تو اس کا تخصیص
اور موجب تخصیص کوئی ہے؟

چہارم کسیک از عبارت شرح کبیر
ولا الضالین بالظلال المجراد الدال المطلق لا تقفہ
خوانند دال بجا کے فساد بدون لفظ تعلق و تبعاً معنی
علی العموم قیاس کردہ قیاس فساد خواہ شد یا نہ زیرا
کہ دینی آیہ کبیر ہل ند لکم علی سجد الخ صاحب
شرح کبیر از بدل قرب معنی ثابت کردہ و حکم صحت نماز
و ادہ و ممکن است کہ دیگر مقام از ابدال فساد ابدال
فساد معنی شود معنی آن خواہ شد تباہ شوند یا در
اکواب موضوع کہ بمعنی بر ترتیب پیچہ مشہد است
ہر گاہ مود و مود خوانندہ شود معنی آن پدر و کردہ مشہد
خواہ شد کہ مشعر بر انقطاع آن سست علی ہذا بسیار

بدل کر پڑھنے پر مطلقاً لوگوں کے معمول کو دلیل بناتا ہے
اس کے قول کی صحت کی توجیہ کیسے ہوگی؟

سوم جس طرح غنیۃ المستملی نے شرح غنیۃ کی
فصل زلت القاری میں ایک حرف کو دوسرے حرف
سے بدلنے کی صورت میں ہذا معنی کی صحت و فساد پر
رکھا ہے تو جس صورت میں تبدیلی حرف کے باوجود معنی
درست ہوگا نماز کی صحت کا حکم دیا جائے گا اور جہاں
تبدیلی حرف کی وجہ سے معنی فاسد ہوگا وہاں نماز کے
فساد ہونے کا حکم جاری ہوگا اور جب فساد کو دال
پڑا جائے تو پھر بھی یہی حکم جاری ہوگا جہاں فساد کو
دال پڑنے سے فساد معنی لازم ملے وہاں فساد کا
حکم جاری ہوگا یا نہیں؟ اگر شتی اول مسلم ہے تو فساد
یہ صحیح ہوگا اور اگر دوسری شتی ہے تو اس کا تخصیص

چہارم جس شخص نے شرح کبیر کی عبارت
ولا الضالین بالظلال المجراد الدال المطلق لا تقفہ
سے فساد کی جگہ دال پڑنا بغیر لفظ تعلق و تبعاً معنی علی العموم
قیاس کیا ہے وہ قیاس فساد ہے یا نہیں؟ کیرنگ
آیہ کبیر ہل ند لکم علی سجد الخ میں صاحب
شرح کبیر نے تبدیل سے قرب معنی ثابت کیا ہے اور
صحت نماز کا حکم دیا ہے اور ممکن ہے کہ دوسرے
مقام پر فساد کو دال سے بدلنے سے فساد معنی لازم
آئے اور اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ تباہ ہو گئے یا
اکواب موضوع میں اس کا معنی ہے وہ برتن جو ترتیب سے
رکھے گئے ہوں، اگر اسے مود و مود پڑھا جائے جس کا

عالمی وجود خدا حق جل و علا و تبارک و تعالیٰ عظیم
 بلسان عربی میں برنبی عربی قرشی علی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرستاد و برائے تلاوت و
 استماع و استفادہ و انتفاع جہاد آں صفت کریم
 قدیر خود را بکسوت حروف و اصوات تجلی داد و سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما انزل الیہ بمعانی کلمہ شانیہ
 و صحابہ تابعین و تابعین بر توحید و یحییٰ قرآن بعترنا
 و طبقہ قطبہ ہر حرف و حرکت و صفت و ہیأت
 براقصہ غایات و آثار کہ فوق آن تصور نیست بما
 رسید و الحمد للہ العلی الجید و ذلک قولہ تعالیٰ انا
 نعمت نزلنا الذکر و انا لہ لحفظونہ
 پس بگذاشت چنانکہ وہ بھی کلام از کلمات کریم اشش
 اصلا عمل تو ہے نیست کہ شاید بگذاست الحمد للہ
 نازل شدہ باشد چنانکہ بہشت مولیٰ عز و جہل
 و نسیح حرفی از حروف طبراش و نہار جائے تردد و
 نیست کہ شاید بکلام قرینیم قرین بودہ باشد پس
 نبویکے یقین قاطع میدانیم کہ او حروف و زبان عربی
 جداگانہ است و در فستاد آن عظیم الاماء و افکار بر معانی
 مختلفہ بر جاں و بر توفیق جازم می شناسم کہ حق و ظ
 و د نیز در لسان عرب سر حرف تباری است و
 در فرقان کریم فصل و ظل و دل بر دو کلمات متقابل پس
 حق را خطیاد خوانم یعنی یہاں ماہر کہے آرا
 ع یا فخرانہ اما دیکھے تبارک و داد اسے دیکھے

محباب بہتہوں نے آپ کی اقتداء کی جبکہ سفر
 آخرت کیلئے مسلمان ہیں اللہ جل جلالہ رحمتیں بہتیں
 در سلاطین آپ پر ایمان سب پر نازل فرمائے اور
 زیادہ کرے۔ قرآن عظیم روشن عربی زبان میں اللہ عز و جل
 نے اپنے عربی قریشی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا
 اس کی تلاوت و سماعت اور اس سے استفادہ و
 نفع کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کریمہ قدیرہ کو حرف و
 تجلی اصوات کا لباس پہنا کر اپنے بندوں کو عنایت فرمایا
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ تک قرآن پاک کو اسی
 طرح سنایا جس طرح وہ نازل ہوا تھا صحابہ نے تابعین تک
 تابعین تک یہی تابعین کی طرح پڑھ کر اور طبقہ ہر حرف
 ہر حرکت ہر صفت اور ہیئت و آثار کے اعلیٰ درجہ کے
 ساتھ ہمیں نقل ہے کہ اس طرح پڑھ کر و آثار کا تصور
 بھی نہیں ہو سکتا، محمد ہے اللہ کے لئے جو بلند
 بزرگی والا ہے اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد
 عزامی ہے، بلاشبہ ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے
 اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ الحمد للہ قرآن مجید کے
 کلمات میں سے کسی ایک کلمہ کے بارے میں بھی بزرگ
 کسی قسم کا دہم نہیں کیا جاسکتا کہ شاید الحمد کی جگہ
 الشکر نازل ہوا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ہے
 کہ فستاد کے کسی حرف کے بارے میں کوئی شک
 تردد نہیں کہ شاید بالانت لام کی جگہ قرین کے لئے ہم
 نازل ہوا تھا، جس طرح میں ملتی ہیں ہے کہ اے حق

عربی زبان میں جدا جدا حرف ہیں اور قرآن میں الہ ،
 علاوہ غلہ کے الگ الگ مختلف مقامی ہیں اسی طرح ہم
 اس پر بھی تہی صحت کتے ہیں کہ ض ، ظ اور د زبان عربیہ
 میں آپس میں تباہی تین حرف میں اور فرقان عظیم میں
 ضل ، ظل و دل کے مقامی مختلف اور تباہی میں پس
 ض کو بعینہ ظ یا د پڑنا اسی طرح ہے جیسے کئی الفاظ کو
 حین یا فا پڑھا کر ہے باقی اس توارث کا دعویٰ کہ
 ض کی جگہ وال ہے سخت غلط ہے کیونکہ اس توارث
 سے مراد قابل اعتماد قرآن کا قطعہ جو یہ از خود باطل و مردود
 ہے (وہ لوگ ایسی بات کیسے کر سکتے ہیں) اور اگر مراد
 عوام ہند کا توارث ہے تو اس سے مقصد کیسے حاصل
 ہو سکتا ہے احوام کا حال تو یہ ہے کہ سہ ہا سال سے
 سورۃ فاتحہ میں سات سکتے رائج ہیں اور جاہل ان
 کی توجہ میں سات مشاطین کا نام لیتے ہیں دلی تحوی
 کبر ، کتب ، کتب ، تعلی ، تعلی ، اور بعض ان دونوں میں
 تمنا اور مصرعہ کا اضافہ کرتے ہیں انکے نظم پر نہیں تھی ستہ نظر آیا
 اپنے غلط ذم کے مطابق ان سات سکتات کا قطعہ تجویز کے اجماعی
 و ایتائے سے بڑھ کر کرتے ہیں اور جو ان کی پابندی نہیں کرتا
 یہ سرفروں اسے تجویز قرآن سے جاہل اور غافل قرار دیتے
 ہیں آپ نے دیکھیں کیسے عوام کے ہاں معروف منکر اور
 منکر معروف بن چکا ہے ۔ ان غرافات باطل کی کوئی
 حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ یہ ان کے خود ساختہ
 نام اور تصورات ہیں اہل علم نے ان باطل سکتوں کی
 سخت تفسیر کی ہے اور ان کے باطل ہونے کی تصریح کی ہے
 علامہ ابراہیم علی غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں فتاویٰ الکوجی

ضی سننے است بس غلط و پر بیگزہ ۔ توارث
 اگر در علمائے معتبرین قرأت مستقر خود باطل و
 مردود و اگر دعوام ہند مراد ازین چہ کثرت
 سکتات سورۃ فاتحہ از ہمد ہا سال در عامیان
 رائج است و جسد پر اسے توجیہ آنہا
 ہفت نام شیطان و روسے تراشیدہ اند
 دل ہرب کیونکہ کس تعلی بعضی
 و بعض دیگر مندرودہ صما و صما ،
 و کذلک کانت ینبغی علی موعوم
 شدت تحفظ ایشان بری سکتات بیشتر و
 فردو تر از تحفظ بر واجبات اجماعیہ توجیہ
 سے عظیم ، و ہر کہ مراعات آنہا نکند این
 نادانان اور از تجویز شدہ آن جاہل و غافل
 دانشہ غافلہ کہف صما فیہم
 المعروف منکرا و المنکر
 معروف ۔ این اخر اعانت باطل را
 حقیقت بیش از ان نیست کہ امت ہی
 الا اسماء سمیت موھا ۔ علماء
 این سکتات باطلہ را قبیح کردہ اند و
 بطلان آنہا تصریح علامہ ابراہیم حبلی
 در غنیۃ المستملی فرمایہ قال ف فتاویٰ
 الحجة المصلی اذا بلغ ف
 انصاحہ ایاک نعبد و ایاک
 نستعین لا ینبغی امت یقع علی
 قولہ ایاک ثم یقول نعبد

کہ جب نمازی فاتحہ میں ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچے تو وہ یہ ذکر کرے کہ ایاک پر رک جائے پھر فہم کہ بگراؤں اور اصرار بھی ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کو متصل کر کے پڑھے انتہی اگر بعض جاہل ان پڑھ لوگ بغیر کسی دلیل کے کہتے ہیں تو ان کا ہرگز اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری رحمۃ اللہ علیہ میں فتاویٰ الحجۃ کی عبارت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں میں کہتا ہوں بعض جاہل لوگوں کی زبان پر یہ جو مشہور ہے کہ قرآن کی سورۃ فاتحہ میں اس ترکیب سے شیطان کے نام میں یہ بات مراد غلط ہے اور اس کی قبح و اطلاق ہے اور پھر ان کے سکوتوں سے مراد الحمد کی دہر ایاک کا کاف ہے اور ان کی شکل دوسرے مقامات میں جو نہایت ہی غلط اور باطل ہیں علامہ محمد بن عمر بن خالد قرشی حنفی نے اس باطل خیال کے رد میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا ذکر صاحب کشف الظنون نے رسائل میں کیا ہے فقیر نے اپنے ابتدائی دور میں علامہ کے مذکورہ ارشاد پر اطلاع نہ ہونے کے باوجود ان سکوتوں کا رد کیا۔ اور ان تراغات کے خدشے بھی آگاہی حاصل ہے اگر طراوت نئی مانع نہ ہوتی تو میں اسے احاطہ تحریر میں ضرور لاتا۔ علامہ ضاد کی ادائیگی میں لوگوں کی مختلف

وانما الاول والاخر امت یصل
ایاک نعبد و ایاک نستعین انتھ
فلا اعتساب یمن یفصل ذلک
السکت من الجہال المتفقیہین
بغیر علم اھ۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری رحمۃ اللہ علیہ
بہارِ احیاء فتاویٰ الحجۃ سے فرایند اقوال و
ما اشتمل علی لسان بعض الجہلۃ
من القرات فی سورۃ
افتاتھ شیطان کذا من
الاسماء فی مثل هذه السراکب
من البناء فخطا فاحش و
اطلاق قبیح ثم سکتھ عن نحو
وال الحمد و کاف ایاک و اعتناھا
غلط صریح علامہ محمد بن عمر بن خالد
قرشی حنفی در ردہ ای مزہوم رسالہ مستقلہ نوشت
کما ذکرہ کشف الظنون فی ذکر
السوائل من فقیر در عنقاں امر عدم پیش از
دقت بریں کلمات ایں سکات باطلہ و البطلانی کو
و مثلاً اختراع انہامی وائم کہ اگر طراوت سخن مانع نہ ہو
بلغم می سپردم علامہ کو اعتکاف الشرائع و انھن بیان فرمودہ

حاشا مردودہ آنست کہ ایں طبعی ادا مستلزم
عرب است بلکہ مقتضی بیان غلط و خطائے عوام در
اداسے ایں حرف و تنبیہ بر بطلان و تحذیر از آنست،
جہاں مستمولان قاری در شرح مقدمہ حبسہ زیر قول
ما تن والاضاد باستطالہ و مخرج میزمن
الظہار و کلہا تکیہ فی الظعن ظل ظہر عظم
الحفظ و ایقلہ انظر عظم ظہر اللفظ
پہنای مستقد انظر العباد بالاستطالہ
حتی متصل با مخرج اللام لہا فیہ من
قوة الجہر والاطباق والاستعلاء
ولیس فی الحروف ما یعسر علی اللسان
مثله والسنة الناس فیہ مختلفہ فمنہم من
یخرجہ ظاء ومنہم من یخرجہ ذال المهملة و
معجمة ومنہم من یخرجہ طاء
مہمله کالمصریین ومنہم من
یثلمہ ذال ومنہم من یشیر بہا
بالظاء المعجمة لکن لہا کانت
تمییزہ من الظاء مشکوۃ بالغسیۃ الی
غیرہ امرنا ظم بتمییزہ عنہ نطقاً ثم
بین ما جاء فی القراءات بالظاء لفظاً
ایں شدت تحفظ علیہ است بر تکرار حروف و
آنچنانکہ امام ناظم رحمہ اللہ تمایز
کلمات قرآنیہ وارودہ بطائے مجہد را ضبط

ذبا فون کا جو تذکرہ کیا ہے اس سے مراد ہر حرف نہیں ہے
کہ قرآن عرب کی ادائیگی کا یہ طبعہ لائق ہے بلکہ اس
سے مقصود صرف اسی حرف کی ادائیگی کے بارے
میں عوام کی غلط اور غلطی کی نشان دہی کرنا ہے اور اس کے
بطلان پر تنبیہ اور اس پر سبب و متوجہ کرنا ہے جیسے علی ہذا
شرح مقدمہ جزیریہ میں مان کے اس قول "خا دیں
استطالہ ہے اور اس کا مخرج ظا سے الگ ہے اور
ظا ان تمام میں ہے ان، ظن، ظل، ظہر، عظم، الحفظ
ایقلہ، انظر، عظم، ظہر، لفظ و تحت یون کوضاد
استطالہ میں منفرد ہے حتی کہ وہ لام کے مخرج کے ساتھ
متصل ہے کیونکہ اس میں قرب جہر الطباق اور استعلاء
یا آجاتے اور حروف میں کوئی حرف ایسا نہیں جس
کی ادائیگی ضاد کی طرح مشکل ہو اس کی ادائیگی میں گوں کی
زبان مختلف بعض اے ظاء بعض ذال یا ذال کے مخرج
سے اور بعض ظا کے مخرج سے پڑتے ہیں جیسے مرکا
لوگ اور بعض اسے ذال کی بد دیتے ہیں بعض ظا سے
ظا کر پڑھ دیتے ہیں لیکن چونکہ اس کا اختیار دیگر
حروف کی نسبت ظا سے مشکل ہے اس لئے ناظم
(ما تن) نے مراکز اس سے متنازع کرنے کی بات کی
پھر وہ مقامات بیان کئے جہاں قرآن مجید میں ظا لفظاً
استعمل ہوا ہے ۱۔ یہ شدت حروف کے اختیار
کے تحفظ پر علماء کے لا رہند ہونے کے لئے ہے اور وہ
جو امام ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کلمات قرآنی ذکر کئے

فرمودہ تابدار اندر کہ ایسے جنت بقرآن عظیم در میں برادر است
 و آنچہ غیر اینها است بر بضر است بچنان فاضل
 ادیب حریری در مقام جلیہ عامہ لغات عربیہ و لغات
 راسخہ و فرمودہ باینکہ فرمودہ ایضا التالیف عن
 النقاد و النطاء ۴۰ لکھنؤ قضاۃ اللفظیہ
 رامت حفظ النطاء آت یغنیك فاسمعها
 استماع امری لہ استیقاظ غیر طائفۃ
 فی مفسرہ ہذا الحروف و فی
 لک حریج عظیم و الظاہر و ان
 ہذا مجمل ما فی جید الفتاوی
 باز فرمودہ شرح الخزانۃ ایضا لوقرأ
 ولا الضالین بالنطاء فسدت
 صلواتہ و علیس اکثر الامۃ منهم
 ابو مطیع و محمد بن مقاتل و محمد بن
 سلام و عبد اللہ بن الاثرہری و علی
 ہذا القیاس فی جمیع القرآن و لوقرأ
 بالنطاء مکان الضاد قفسد صلاتہ الا
 فی قولہ تعالی و ما هو علی الغیب یغنیہ
 بالنطاء و الضاد فہما قرأتا متہ ہیں
 چو قدر نصوص روشن است کہ ایں تسمیہ لہما
 از کیجائی ہائے گردیاں و ترکیاں و
 دہخانیان کو فرمایم عوام و انعام است و لہذا

ہیں جن میں خلا ہے تاکہ ہر کوئی جان لے کہ قرآن کریم
 میں خلا کے ساتھ یہی کلمات ہیں اور ان کے علاوہ
 میں ضاد ہے اسی طرح فاضل ادیب حریری نے
 مقام جلیہ میں خلا کے الفاظ عربی ذکر کرتے ہوئے لکھا
 جس جگہ کہلے ضاد اور خلا کے بارے میں پوچھنے
 والے تاکہ الفاظ میں غلط ملط نہ ہو، اگر تو ظاہر
 کے تمام مقامات محفوظ کرے تو بے نیاز ہو جائیگا
 پس اب تو انہیں خوب سے سن جس طرح ایک بیدار
 آدمی سنا ہے ایک گروہ ان حرف کے تواج میں قیود
 تبدیل کیا ہے اور اس میں حجت عظیم ہے اور ظاہر
 یہ ہے کہ تمام فتاوی کا اجماع ہی ہے، پھر فرمایا کہ
 قرآن میں بھی ہے کہ اگر وہ الفضالین میں ظاہر پر
 نماز فاسد ہو جائے گی، اکثر ائمہ اسی پر ہیں
 ان میں سے ابو مطیع محمد بن مقاتل، محمد بن سلام
 جہاد ثری الاثرہری بھی ہیں اسی پر قیاس کرتے
 ہوئے کہا کہ تمام قرآن میں ضاد کی جگہ اگر ظاہر پر
 نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اثر تعالی کا
 قول و ما هو علی الغیب یغنیہ مستثنی ہے کیونکہ
 اس میں ظاہر ضاد دونوں کے ساتھ دو قراتیں آتی
 ہیں آپ نے دیکھا کہ کس قدر واضح تصریحات ہیں
 کہ یہ تبدیلی گروہ، ترک اور کفر کے باور نہیں و غیر عام
 اور علمی و گویا کی زبانیں گروہ ہونے کی وجہ سے ہی و چرا کہ

اکثر علمائے متفرقین کہ درعمل مشقت و وجہ تفسیر کردہ اند
 اس ترخیص را ہم بکنی عامیاں مقصود است شد باز علم
 جمہور انکہ تفسیر کن کہ بریں ابدال بنجام فساد معنی
 حکم فساد نماز فرمودند و ہمیں است مذہب
 انکہ ثلاثہ سیدنا الامام الاعظم و امام ابی یوسف و
 امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین علی اختلاف
 بینہم فی ما اذا كانت مشقة فی
 الفقرات اولاً حکماً فصلہ فی الغنیۃ
 با حسن تفصیل فافہ یدجزیہ البجواد
 الجلیل و غانیہ و خلاصہ و برازیہ و غنیہ و
 علیہ و غزائہ و مفتی و غیرہ کتب متعہ مذہب بکثر
 فردا اسی تبدیلیا است کہ دروے حکم فساد نماز
 واردہ اند من شاء فلیدر اجہا عاصف
 نقلہا طوکلکھیا و غرہ علامہ قاری و شریع
 جزیریہ فرمود (ان تلاقیہ) اعاب المضاد
 و انشاء (البیان) ای فبیان کل مہمہما لانہما
 ولا یجوزن الاذا غامر لبعہ مخرجہما
 قال الیمنی فلو قرأ بالکلام غامر ففسد
 الصلوة و قال ابن المصنف و تبعہ
 الرومی و لیت حرم من عدم بیانہما
 فانہ لو أبیدل ضاد انشاء او بالعکس
 بطلت صلاتہ لفساد المعنی و
 قال المصری فلو بیدل ضاد انشاء
 فی الغاتحۃ لم تصح قرأتہ
 بتک تکلمۃ (مصحف) باز کلام ابن الہمام و کلام مذکور غیر
 سلف الخلیفۃ شرح المحدثۃ الجزیریۃ باب التخریجات ص ۳۳

اکثر علمائے متفرقین جو مشقت کے مقام پر آسانی
 کی طرف گئے ہیں انہوں نے بھی اس رخصت کو حرام
 کے حق میں جائز رکھا ہے پھر جمہور رائے کا حکم دیکھو انہوں نے
 اس تبدیلی پر سمجھی کے وقت فساد نماز کا حکم دیا ہے
 اور یہی مذہب انکہ ثلاثہ سیدنا امام اعظم
 امام ابویوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا
 ہے اس اختلاف کے ساتھ کہ اس کی شکل قرآن مجید
 میں ہے یا نہیں اس کی پوری اور عمدہ تفصیل بغیر میں
 ہے پس اللہ تعالیٰ انہیں بڑے خیر عطا فرمائے۔
 خانیہ، خلاصہ، برازیہ، غنیہ، علیہ، غزائہ، مفتی و غیرہ
 دیگر کتب متعہ و مذہب میں ایسی تبدیلی کے مقصد
 جزئیات کا ذکر کے نماز کے فساد کا حکم بیان کیا گیا
 جو کس تفصیل پر ہے ان کی طرف رجوع کرے
 کیونکہ ان تمام کے نقل کرنے میں طوالت کا خدشہ ہے
 خود علامہ علی قاری شرح جزیریہ میں فرماتے ہیں (ادہ
 اگر یہ دونوں اکٹھے ہوں) یعنی ضاد، انشاء تو ہر ایک
 کا اقتدار ضروری ہے، ان کے بعد تخریج کی وجہ سے
 او غام جائز نہیں تھی نے کہا کہ اگر کسی نے مدغم کر کے
 پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ابن مصنف ادران
 کی اتباع میں رومی نے کہا ان دونوں کے ہم اعتبار
 سے احرار چاہئے، کیونکہ اگر ضاد کو خطا سے بدل لایا
 اس کا عکس کیا تو فساد معنی کی وجہ سے نماز باطل
 ہو جائے گی، اور مصری نے کہا اگر کسی نے غام میں
 ضاد کو خطا سے بدل کر پڑھا تو اس کلہ کی قرأت
 درست نہ ہوگی، پھر ابن الہمام اور حنفیہ کی مذکورہ

گورہ گفت قال الشرح وهذا معنى ما ذكر
في فتوى المعجزة انه يقتضي في حق الفقهاء
بإعادة الصلاة وفي حق الصواب الجواز
اقول وهذا تفصيل حسن في هذا الباب
والله تعالى اعلم بالصواب وفي فتاوى قاضيان
ان قرأ غير المفسوب بالنظر او بالذال
تفسد صلاته ولا الفضل بالنظر المعجزة
او الذال المهيبة لا تفسد ولو بالذال المهيبة
تفسد (محقق) شرح الامام شيخ الاسلام زكريا انصاري
است (وان تلاقيا) اي تضاد والنظر
فعل (اليان) لاحد طامم الاخر لا ترم ليداري
لن لا يختلط احدهما بالآخر فتعطل صلاته
مبغض الله اگر این نسخ ادا را سے سب برے
حکم فساد را چنگی نشد بود بلکه قطعا اذ عام روا ہے
و نماز مطلقا ایما صحیح ماند سے چنانکہ در ماہو
علی الغیب بغضین و بختیں بر قول او تعالیٰ انکدھا
تعبیدون من دون الله حصب جهنم، حصب
و حصب و حطب و حطب لصاد و ضاء و طاء
و ظاء ہرچہ خواند نماز قطعا صحیح است کہ این کلہ بر چار
حروف متعلقہ در قرأت آمدہ است کما
فی المنہج الفکرية وغیرھا۔

گفتگو کے بعد کہا شارع نے کہ فتاویٰ مجریں جو کچھ نہ
سے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ کلام و فقہائے حق میں نماز کے
قوانین کا فتویٰ دیا جائے گا اور طوام کے حق میں جواز کا۔
میں کہتا ہوں اس معاملہ میں یہی تفصیل احسن ہے،
واقف اعلم بالصواب۔ اور فتاویٰ قاضی حاکم میں ہے
اگر کسی نے غیر المفسوب میں ظا یا ذال سے بدل کر
پڑھا تو نماز فاسد ہوگی اور لا الفضلین میں ظا یا ذال سے
بدل کر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ذال سے بدل کر
پڑھا تو نماز فاسد ہو جائیگی امام شمس الاسلام زکریا انصاری
کی شرح میں ہے زاہر اگر یہ دونوں متعلق ہوں یعنی
ضاد اور ظاء تو قاری کے لئے دونوں کو الگ الگ کر کے
پڑھنا ضروری ہے تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ متعلق
نہ ہو جائے ورنہ اس کی نماز باطل ہو جائے گی یہاں
اگر اس کی ادائیگی کا یہ طایفہ قرار دے دیا جائے کہ
کے مل کر یہاں کیا گنجائش تھی بلکہ اذ عام یقیناً جائز اور
نماز مطلقاً بالاتفاق درست ہوتی جیسا کہ ماہو
علی الغیب بغضین میں ہے یہی حکم اللہ تعالیٰ کے
اس ارشاد و اگر اسی میں ہے انکو و ما تعبیدون
من دون الله حصب جهنم۔ یہاں حصب،
حصب، حطب اور حطب صاد، ضاد، ظا اور ظاء
کے ساتھ میں طن بھی پڑھا جائے نماز درست ہوگی
کیونکہ اس کل کے ان چاروں حروف کے ساتھ قرأت ثابت ہے جیسا کہ شرح الفکرية وغیر میں ہے۔ ات۔

أقول وبالله التوفيق يتحققنا هذا
ظهور تلك الخرافات ما نرى بعض النفاة وهو
ابن النحر ابن الكوفي حيث كان يقول جاز في
كلام العرب انت يصاد قبوا
بين الفساد والطا فلا يحط
من يجعل هذا في موضع ضيق
وينشد

الى الله اشكو من خليل اذ
ثبت خلالي على ابي خافض
بالضاد .

ويقول هكذا سمعته من فصحاء العرب
نقله ابن خلکان في وفيات الاعيان .
ذلك لانه لو كان ما نرى منه صحيح لما
حكم ائمة الفقه وهم ما هم في جميع
فنون العربية وغيرها من العلوم الدينية
بفساد الصلوة في غير المقضوب وامثاله
ما يفسد به المعنى ولما طرقوا بين
هذه وبين فتن فابت هذا مما
عن الخلية عن الخزانة عن الاثمة
ان في جميع القران ان تفسد به الصلوة
ما خلا هذين ومنعت سوغ غائما نظري الى
التيسير على العوام لانه صحيح في فصيح
الكلام اما البيت فلاحجة له فيه فقد يكون

أقول (میں کہتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی قزین و
حنایت سے جو ہم نے تحقیق کی ہے اس سے ایک غوی
ابن الاعرابی کوئی کے اس قول کی کردی بھی اشیع ہڑاتی
ہے جو اس نے کہا تھا کفر واد واد ظاہر کر ایک دوسرے
کی بلکہ کلام عرب میں پڑھا جاسکتا ہے جو ایک کی جگہ
دوسرے کو پڑھ دے اسے غلط دار نہیں کہا جائیگا
اور اس نے یہ شعر پڑھا،

اشر کے دن یہ میری شکایت ہے اپنے مجرب دوست
کی تین عادتوں کی جو سب مجھے ناپسند ہیں ۔
(اس شعر میں خافض ضاد کے ساتھ ہے)

اور غوی میں نے قصار عرب سے سنا ہے، اے ابن خلکان
نے وفيات الاعيان میں نقل کیا ہے اور یہ اس الخبیث
کہ اگر ان قاتوں درست ہوتا تو یہ تمام اگر فقہ پر معلوم
و غیر اور فتن پر میرے کہ باہر ہیں طبع المقضوب اور
اس جیسے دیگر الفاظ جن میں فساد یعنی لازم آتا ہے سے
نماز کے فاسد ہونے کا حکم جاری نہ کرتے اور ضنین و
ظنین اصدا کوہ لفظ کے درمیان فرق نہ کرتے، یہ
اس میں سے کہاں ہے جو ملیر سے قرآن سے اتر کے آئے
سے گزرا کہ ضنین کے علاوہ تمام قرآن میں (جب
فساد یعنی ہو) تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور جن لوگوں
نے اسے جائز قرار دیا تھا انہوں نے عوام پر آسانی
کی خاطر ایسا کیا ہے یہ نہیں کہ ایسا کرنا فی الواقع فصیح
کلام میں صحیح ہے، رہا معاملہ شعر کا وہ اس سلسلہ

میں ان کی محبت نہیں ہو سکتی تو کسی یہ خاصہ سے آتا ہے
اس وقت اس کا معنی نقص ہوتا ہے چنانچہ اس میں بعض لفظ لکھا
کیا تو دیکھتی نہیں کہ میں فنا ہو چکا ہوں اور میری آنکھوں
اور اعضاء کے حواسات نے مجھے ناقص کر دیا ہے۔
تاج العروس میں ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے
مجھے کمال تک پہنچنے کے بعد ناقص کر دیا اور اس
ابن اعرابی نے خود یہ شعر کہا۔

اگر جبری نے اس کی ناک کو کاٹا ہے تو ضرور اس
کی ناک کی ہڈی نرم اور ناقص ہوگی۔

اور اس کی شرح کو سنئے ہوئے کہا کہ اس نے، اس کی ناک
کو داغدار کر دیا حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو گیا۔ اور ابن سیدہ
نے اس (پیشہ) شوکے متعلق کہا کہ اس میں "خافض"
خافض سے نہیں بلکہ وہ خافض سے ہے جس کا معنی
نقص ہے، لہذا اب معنی یوں ہو گا کہ اس نے مجھے ناقص
کر دیا، اس کو تاج العروس نے بھی معنی کیا ہے "اذا
اسی بنا پر ہمارے علماء نے فرمایا کہ اگر کسی نے
لیفظ بعض الکفار میں خافض کی جگہ فاد پڑھا
تو نماز فاسد نہ ہوگی، جیسا کہ غانیہ میں ہے

غنیہ میں ہے کہ اس کا معنی مناسب ہی ہوتا ہے
یعنی ان سے کافروں میں نقص و اضطراب ہو رہا
اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی قد صوّتوا

مطبوعہ احياء التراث العربی ۶۵-۶۴/۵

مطبوعہ نوکشتورنگ ۶۸/۱

مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۸

مطبوعہ نوکشتورنگ ۶۹/۱

من خاصه اذا نقصه قال الاسود جنت
يعمره

اصاترینی قد غنیت و غاضبی

ما یل من یھوی ومن اجلادی

قال ف تاج العروس معناه نقصی

بعد تمام و هذا ابن

الاعراب قد انشد بنفسه

و لو قد غص عطسه جویری

بقذالات حر یکتہ و غاضب

وسه فقال اشرفی انفسه حتی یذل

وقد قال ابن سیدہ فی ذلك البيت

یجوز عندی ان یکون خافض

غیر بدل و کنه من خاصه ی

نقصه و یکون معناه حیث انفسه

ینقص و یتھضض فی قلها فی التاج

ایضا و عن هذا حکم علماء و تابعدم الفساد

فیہ لو قرأ لیفیع بهم الکفار یا لفساد

مکان الغناء کما فی الخانیة قال ف

الغنیة لان معناه مناسب ای ینقص

بهم الکفار و کذا قال فی قوله

تف قلب صوّتوا بغیظکم و

سہ تاج العروس فصل العین من باب الضاد

سہ فتاوی قاضی خان فصل فی قرآۃ القرآن خطا

سہ غنیۃ المستمل شرح فیہ المصلی فصل فی زلۃ القاری

سہ فتاوی قاضی خان فصل فی قرآۃ القرآن خطا

بالجملة فالفقه لا یؤخذ من قول نحوی
خالف نصوص الائمة بل الانصاف عند
صف نوس الله بعبودته فقدیم
قولهم علی اقوال النحاة فی العربية
ایض فان الاجتهاد لا یتأقی
الامتثال منهم معذون فی قلبه
فقد الالهی فاحرف ذلك فانه نفیس
مهم آرسه مارا انکار نیست کہ در کلام
عرب معاقبہ میان ضرب و ظامض
نیامد کلمات عبیدہ ہر دو جمع وارد شدہ چون
عضل الحرب والزمان و عضل الزمان جنگ گزیہ
و گزند رسانید و تماضوا و تماظرا باہم جنگ
اقدام و بریک و گزہای گفتن کشانہ
فاضل نذل و فاضل مرد و بطا الضارب اذکارہ
و بعض جنگ زن او تار یا برائے زدن جنبانید
و میا نمود و لغتین و لغتین در کثرت
بعض و بیضاغایہ مورد بطر و بطر و سہ الی
غیر ذلک ما عدا ابن مالک فی کتاب
الاعتقاد فی معرفۃ اشیاء و الضاد اما این معنی
مستلزم آن نباشد کہ ہر جا ابدال روا بود
چنانکہ میان لام و را جا یا معاقبہ است
در جمیع بحار الافراد آورد و فیہ کان
یکرة تعطل النساء و تشبہت
بالرجال المراد عطرا یظہر من یحہ
کما یظہر عطر الرجل و قبل اراد تعطل

بخیظ کو میں کہا، بالحدیث وقتہ، مسئلہ عربی کے ایسے
قول سے نہیں لیا جاسکتا جو امر کی تصریحات کے خلاف
ہو، بلکہ ہر شخص جسے اللہ تعالیٰ نے نور بعیرت سے
نوازا ہے وہ امر کے اقوال کو فرمایا عربی میں بھی نجات
کے اقوال پر مقدم رکھے گا کیونکہ اجتہاد وہ کہہ سکتا ہے
جس میں اس کی کامل صلاحیت ہو اور اس کا دل
نورانی سے پر ہو اسے اچھی طرح محفوظ کر لو کیونکہ یہ
نہایت ہی اہم اور قیمتی تحقیق ہے، البتہ یہی اس
بات سے ہرگز انکار نہیں کہ کلام عرب میں ضاد و در ظا
ایک دوسرے کی جگہ آہی نہیں سکتے بہت سے کلمات
ان دونوں حروف کے ساتھ ملا دیں مثلاً عضل الحرب
و الزمان و عضل الزمان دونوں کا معنی یہ ہے کہ
جنگ لے گا یا اور بکلیت پہنچائی تماضوا اور تماظرو
آپس میں جنگ وغیرہ کرنا اور ایک دوسرے پر زبان
کھولنا فاضل نذل اور فاضل مرد فاضل نزلت ہرابط
الضارب اذکارہ اور بعض صاحب موسیقی کا تار کو بجانے
کے لئے حرکت دینا۔ تقریظ اور تقریض تقریب کرنا۔
بعض اذینہ مورد کا اٹھنا۔ بطر و بطر عورت اور
شرمگاہ الی غیر ذلک وہ ہیں جن میں ابن مالک نے
کتاب الاعتقاد فی معرفۃ اشیاء و الضاد میں شمار
کیا ہے لیکن یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ ابدال
ہر جگہ جائز ہو گا مثلاً لام اور را کئی مقام پر ایک دوسرے
کی جگہ آتے ہیں۔ جمیع بحار الافراد میں ہے کہ اس حد
میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواتین کے
خوشبو لگانے اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے کہ

تاپسند فرماتے تھے، یہاں عطر سے وہ خوشبودار ہے
جو اس طرح مہک دار ہو جو مرد لگاتے ہیں۔
بعض نے کہا کہ یہاں را کی جگہ لام ہے یعنی تعطل
الفناء لام کے ساتھ، یعنی عورت کا بغیر زور اور
مندی کے ہونا مرد ہے کہ لام اور را ایک دوسرے
کی جگہ مستعمل ہوتے ہیں (یہ اگرچہ جائز ہے) مگر بعض
مقاہر پر جائز نہیں ہوتا کہ جہاں پارہاں ایک کو
دوسرے کی جگہ پڑھ لیں۔ علما نے تصریح کی ہے
کہ یہ وہ تبیلی السراۃ کی جگہ سراۃ یا
یوم توجعت الارض والجبال میں جبال کی
جگہ جبار پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی، جیسا
کہ خانیہ اور شیعہ وغیرہ میں ہے، پھر یہ تمام گفتگو جو
میں نے کی ہے یہ صرف ظاہر کے لئے خاص ہے ہو سکتا
ہے کہ کوئی جاہل، لوثی یا دیہاتی از عجب خدا کی جگہ
دال، طال یا را اپنی زبان پر حساباری
کر دے کیونکہ ہماری گفتگو عرب خاص میں ہے نہ کہ
اس قوم میں جو عجم کے ساتھ ملی ہو اور اس کی
زبان غلط ملط ہو گئی ہو مثلاً رجعت قمری کی جگہ
رجعت لگے اور ثلاث عشر کی جگہ ثلث عشر، خدا کو
خدا کہا، خدا کو الکاف کے کمرہ اور دال کی جگہ پڑھے ہیں
ان کے علاوہ دیگر بے مقصد لایعنی تغیرات یا بعض
ایسے بدوی اور عینی لوگوں سے غلطیوں جو یکجا کو بھی می

الفناء باللام وہی من لاجلی علیہا
ولا خصاب واللام والراء یتعاقبان
وہما جائزین ہوا کہ ہر جا تو ایسے کیے جائے دیگر سے
خواتین علماء تصریح فرماتے ہیں کہ در یوم تبلی السراۃ
مراۃ یا در یوم توجعت الارض والجبال بجائے جبال
جبار و ثمانہ نماز فاسد نہ ہو کما فی المغانیۃ و
المندیۃ وغیرہما باز این جملہ کہ گفتہ آیدم
در خصوص خاصے مجہر است و عاشاکہ جائز ہے
و کیزے و دہقانے از عرب بجائے ض
دیاطا صلیب یا ذیا نہ مجتہدین بر زبان راند
سختی میں در عرب خاص است نہ در قوسے
کہ بالعجم غلط مشہور در زبان نیز غلط و
باطل مشہور رجعت قمری را قمری گویند
و ثلاث عشر و ثمانہ نماز خدا خدا خدا کہ کاف
و دال مہملۃ الی غیر ذلک من التغیرات المہملۃ و
ہا بعضے از اعراب و اطراف میں غلطی مشہور
کہ یکذا را بجای گفتند و منک خطاب بانی
را منجیم فارسی و بعضے دیگر دیدم کہ جم را
کاف فارسی مسجد را مسجد و جمال را جمال
سے گفتند قال الموضع الباء السق
کالفاء قال السیراف محم
کثیرۃ فی لغۃ المعجم و الغلٹ

پڑھتے تھے موتش کو خطاب کرتے ہیں منک کی جگہ منچ
پڑھتے ہیں، بعض دیگر ایسے لوگ بھی ہیں نے دیکھے کو حیم کو
کلمات کے ساتھ مثلاً مسجد کو مسجد، جمال کو جمال بولتے
ہیں۔ یہ سنی نے کہا وہ بار جو فاد کی طرح ہے سیرتی کتا
یہ لغت عرب میں کثرت کے ساتھ مستعمل ہے اور میرا
گمان ہے کہ عرب نے عربی علم سے اختلاف کی وجہ سے یہ
اختیار کیا ہے پھر خدا کی جگہ خاصاً یا اشیاء یا پڑھنے کے
بار میں جاہل لوگوں نے علماء کے کلام سے جو کچھ نقل
کیا ہے وہ بھی محفوظ نہیں البتہ جن بعض عوام زمان
سے مشابہ موت سنائی گئے ہیں کہ وہ ضل کی جگہ ظار
پڑھنا چاہتے ہیں اور بعض دوسرے لوگ ادائیگی کی
طاقت نہ رکھتے ہوئے بھی کوشاں رہتے ہیں خدا
اور ظار کے درمیان پڑھتے ہیں یہ لوگ بہتر اور اوسط راہ
پر ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر
معاملہ تحقیقی حق پہنچانا نصیب کرے (آمین)

بالجملہ حق واضح یہی ہے کہ تمام حروف صنف
آپس میں تباہی اور ان کے خوارج الگ الگ
ہیں لہذا خدا کا کسی بھی حرف کے ساتھ بدل کر
پڑھنا مردود و اہل ناجائز ہے۔ اس حرف (ضاد)
کو اللہ تعالیٰ نے آتس جدا پیدا کیا ہے کہ
کوئی حرف بھی اس کا قریبی نہیں گزرا جاسکتا اس لیے
سیبویہ نے کہا اور عرب کہا اگر خدا میں اطلاق
نہ ہو تو وہ سین بن جائے، اگر ظار میں نہ ہو تو

امت العرب انما اخذوا ذلك
من العجم لسخا لظلم اياهم
باز اسنادی نہ معجم بجائے ضب خاصاً
یا اشیاء نامہ در کلام علماء لغزش از حرام
جہاں نیز یاد نیست البتہ بعض
عامیاں زمان کہ تشابہ موت شنیدہ اند
بجائے ضب بر آوردن سے خواہند
و بعض دیگر کہ تحفظ کنند و نقول
پیرے بن الضاد و الف بدی آند
و اولئك امثلهم طریقی
نسأل الله ان یورث قننا
الحق فی کل باب
تحقیقا۔

بالجملہ حق واضح یہی ہے کہ اس ہر
حرف باہم تباہی است و
بر ہم عنہ جہاں ابدال ضب باہر حرفیکہ
باشد مردود و ناروا این حرفے است
کہ حق جمل و علا اورا تنہا آفتید
و بیج حرفے را قریش نکر دانسید و
لہذا سیبویہ گفت و در صفت نوکا
الاطباق فی الصاد لکان سینا و فی الظاد

كان ذاك وفي الطاء كان دالاً وخروجت
 الصناد من الكلام لانه ليس
 شيء من الحروف من موضعها
 غير هذا اذ قد ارضى انكر ان قاري پانی پت نقل کرے۔
اقول تحقیق آنست کہ در صفات حروف
 بعضی صفات لازم است کہ قد انش مستلزم فقدان
 ذات باشد چنانچہ الباق در ط و الفتح و دفت
 او قطعاً واجب المراجعة است و بعضی نیز چنان است
 اگر بیا نیا نند ذات حرف در ہم خورد چون تنوع در
 همزه و تشدید و مش و هو کما فی المنع انتشار
 القسوت عند خروجها حتی تتصل
 بحروف طروف اللسان منها
 منصرف انشاء المثالة والحال
 ان مخرجها حاجة اللسان
 من محاذات وسطه
 پس در امات صفات مطلقاً واجب نیست
 بلکه از صفات حروف آنست کہ ترکیب واجب
 است و آن صفت تکویر در رائے مخفف مطلقاً
 و در مشطه بیش از یکبار معنی این صفت و در آنست
 کہ قابل تکرار است نہ آنکہ تکرارش باید بایں
 معنی ترفیق الله تعالى بخاطر عدم خطور کرده
 بود کہ قصص کیش در کلام مولانا

وہ زالی ہی جائے اگر کلام میں نہ ہو تو وہ دال بن جائے نہ
 ضاد کلام سے ہی خارج ہو جائے کیونکہ اس کے تبادول
 کوئی حرف ہی نہیں اسے دلی نے نقل کیا اور جو انہوں
 نے قاری پانی پت سے نقل کیا ہے۔ اس کے
 بارے میں کتب جوں تحقیقی بات یہ ہے کہ حروف کی صفات
 میں بعض ایسی صفات لازم ہیں جن کے فقدان سے حرف
 کی ذات کا فقدان لازم آتا ہے مثلاً "طاء" میں الباق
 اور "تاء" میں انفتاح اس کی نشا نہایت ہی ضروری
 ہے اور بعض حروف ایسے نہیں یعنی اگر انہیں ان صفات
 سے ادا نہ کیا جائے تو ان کی ذات ختم نہیں، مثلاً ہمزه
 میں تنوع اور شین میں تشدید، یہ وہی ہے جو التاج میں ہے
 کہ اس کے خود ج کے وقت آواز کا اس طرح
 انتشار یاں تک ہو کہ حروف کے ساتھ طوف سان متصل
 ہو جائے، ایسے حروف میں سے طاء کا مخرج بھی ہے
 حالانکہ اس کا اصل مخرج اس کے محاذات وسط سے
 اور عاقل زبان ہے پس صفات حروف کی رعایت ہر
 جگہ لازم نہیں بلکہ بعض حروف کی صفات ایسی ہیں جن کا
 ترک ضروری ہے اور وہ رائے مخففہ میں مطامعاً
 اور رائے مشطہ میں ایک بار سے زائد تکرار ہے یعنی را
 میں اس صفت کی موجودگی کا معنی یہ ہے کہ راقابل تکرار
 ہے یہ نہیں کہ اس میں تکرار ضروری ہے۔ یہ معنی انشاء
 کی ترفیق سے میرے ذہن میں آیا اور اس کی تصدیق

علی قاری چوکشود حدیث قال تحت قول النحاش
والراء بتکریر جعل معنی قولهم ان
الراء مکرر هو ان الراء له قبول
التکرار لاس تعاد طرف النشاح به
عند التلفظ کقولهم لغير الضاحک
انسان ضاحک یعنی انه قابل
للضحک وفي جعل اشارة الی ذلك
وتکریر لهن فیجب معرفة التحفظ
عنه للتحفظ به کمعرفة السحر
لیتجنب عن تفسیریه ولیعرف
وجه رفعه قال الجعفری وطریقة
السلامة انه یلحق اللفظ ظهر لانه
یا علی نیکه لعمق محکما مرة
واحدة ومتی امر تعد حدث من
جعل مرة مراد قال مکمل لا یبدل
فی القراءة من اخفاء التکریر و
قال واجب علی القاری ان ینحی
تکریر ومتی اظهر فقد جعل من
المحرف المشدد وحره فاو من المخفض
حرفین ۱۰ بعض اختصار ودر ودر ادا
از فزج بر معنی کہ مسلم است جلد ورف مساوی
الاقسام است ہی خصوصیت ہی را نیست بلکه
تو ان گفت کہ چون ادا کے صادق در ودر

مولانا علی قاری کے اس کلام میں ظاہر ہوئی جو انہوں
نے مانتی کے قول "والراء بتکریر جعل" کے تحت کی
ہے کہ قراء کے قول "را" میں تکرار ہے "کا معنی یہ ہے
کہ راء تکرار کو قبول کرتا ہے کیونکہ اس کے تلفظ کے
وقت طرف زبان حرکت کرتی ہے جیسا کہ غیر ضاحک
کو انسان ضاحک کہا جائے کہ وہ ضحک
کے قابل ہے، اس جعل میں اسی طرف اشارہ ہے
اور اس کا تکرار غلط ہے، پس اس کے ساتھ تلفظ
کے لئے اس سے بچنے کی معرفت ضروری ہے تاکہ غلطی
بچا جائے، جیسا کہ جاوہر کا علم اس لئے حاصل کیا جائے
تاکہ اس کے نقصان سے بچا جائے اور اس سے
دفاع کی معرفت ہو جائے اور اس کو اظہایا جائے جیسے
نے کہا سلامتی کا طریقہ یہ ہے کہ تحفظ کرنے والا اپنی زبان
کے اوپر دہلے جسے کہتا ہے کہ بڑے جسے کے ساتھ ایک دفعہ
مضبوط طریقہ سے پڑھے اب جب وہ حرکت کرے گی تو
پرواز را پیدا ہوگا۔ جی نے کہا ہے قرات میں اختفاء تکریر
ضروری ہے اور فرمایا قاری پر لازم ہے کہ اس کے تکرار
میں اختفاء کرے اور جب اخبار کرے گا تو غرض شدہ
میں کوئی حرف نہیں پیدا کرے گا اور مختلف میں دو حروف سے کرے
ادامہ یہ عبارت پھر اختصار کے ساتھ ہے اور حرف کو
اس کے فزج سے اس طرح ادا کرنے کا وجوب اس معنی
پر ہے کہ تمام حروف کا تساوٰی الاقسام ہونا
مسلم ہے اس میں ضادی کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ یہ

از جملہ حروف است حکم و جوب بعارض مشقت و در
نسبت سائر حروف در تہنیت است فان
المشقة تجلب التيسير وما ضاقت امر
الاسع ولا يكلف الله فحلا ولا وسعاه وما
جعل عليكم في الدين من حرج يريد
الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر
والحمد لله رب العلمين آری خصوصیت
ضی بوجہ حسرت او در شست احتیاج باہتمام در آن
توقف و توقف در ادائے آنست۔

کہا جا سکتا ہے کہ جب اس کی میعاد ایک دیگر حرف کی
نسبت زیادہ مشکل ہے تو اس مشقت کے پیش نظر
دیگر حرف کے اعتبار سے اس کے حکم و جوب میں تخفیف
ہوگی کیونکہ مشقت آسانی لاتی ہے۔ ہر مشکل معاملہ میں
محنت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے
بڑھ کر حکم تکلیف نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے
مسائل میں تنگی نہیں رکھی اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کا
ارادہ رکھتا ہے اور تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا، اور تمام خوبی
اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جانوں کا رب ہے، یاں
خدا میں تنگی کی وجہ سے اس کی ادائیگی کے لئے خوب ہمت
اور تحفظ ہونا چاہئے اور ادائیگی میں ہوشی کے علم یہاں سے